غم فطر

- By : Mahishba Kashaf

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or

steal any of the scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken .

JazakAllah

NOVEL HUT

صبح ہو گئی ہے خضر، اٹھ جاؤ" ہلکی آواز دے کر کسی نے اٹھایا۔ وہ" شخص اور کوئی نہیں اس کی بیوی بینش تھی۔ "خضر اٹھو صبح ہو گئی ہے، آج کا دن بہت لمبا ہو گا" آنکھ میں ہلکے آنسو تھے جنہیں ہاتھ سے پونچھ لیا اس نے ۔ خضر فوراً یہ بات سن کر اٹھا، پسینے میں لپٹا ہوا اپنے تکیے کو دیکھنے لگا جو گیلا ہو چکا ۔

اسے بھولنے کی بیماری تھی، شاید یہ کہنا جائز ہو گا کہ اسے یہ بھولنے کی بیماری الحق ہوئی تھی جب اس کا ایک خطرناک ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اس کا ایکسیڈنٹ اس قدر خطرناک تھا کہ اسے تین مہینے ہسپتال میں رہنا پڑا۔ وہ روز صبح اٹھتا تھا اور اپنے

آپ سے ایک ہی سوال پوچھتا تھا "یہ سب کیا کر دیا میں نے؟" اپنے ہاتھوں کی طرف بار بار دیکھتا اور روتا تھا۔ اس کی بیوی بینش بھی خضر سے ناراض رہتی تھی اور بس چھوٹی موٹی بات کر لیتی تھی۔ خضر اپنے کمرے میں بیٹھا بس دیواروں کو دیکھتا رہتا تھا۔ "کیا تم جانتے ہو آج کون سا دن ہے؟" بینش

نے حیرانگی سے پوچھا مگر اس حیرانگی میں بھی اسے جواب کا اندازہ تھا۔ خضر کی زبان لڑکھڑائی اور دماغ پر زور دینے کے بعد جواب میں بوال "ہاں جانتا ہوں"۔ اس بات نے بینش کو حیران کر دیا تھا کیونکہ اسے پتا تھا کہ خضر کی دماغی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ خضر کے چہرے اور سر پر اب بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس ایکسیڈنٹ نے اس کے سر کی ہڈی کو بری طرح توڑا تھا جس وجہ سے اس میں بری طرح دراڑ آچکی تھی۔ ڈاکٹرز اس بندے کو دیکھ کر حیران تھے جو اتنی بری چوٹ جیسے ہللا رکھے اسے "لگنے کے باوجود بھی زندہ تھا۔ شاید وہی بات ہو گی

کون چلکھے"۔بینش نے ایک بار پھر خضر سے پوچھا...... "خضر آج کون سا دن ہے؟" اس نے جواب میں کہا "عید"۔بینش نے سانس بھری مگر ایک بار پھر یہی سوال پوچھنے کی کوشش کی۔ اس بار خضر زمین کو دیکھ رہا تھا، اس کی آنکھ میں موٹے موٹے آنسو تھے۔ اس کا جسم اس قدر لرز رہا تھا جیسے کسی انسان کو سخت سردی لگ رہی ہو۔بینش جو اب خضر کا یہ حال دیکھ کر اور

برداشت نہیں کر سکتی تھی وہاں سے چلی گئی روتے ہوئے۔ "ہللا...... خضر تم کو اگر سب کچھ یاد آگیا تو میں تمہیں پھر سے کھو دوں گی"۔ آج تو عید کا دن تھا..... مگر عید کے دن یہ آنسو؟ یہ اداسی؟

یہ لرزنا؟ یہ خفگی؟ یہ کیا ہو رہا تھا؟ دوسری طرف خضر تھا جو اپنا سر نیچے کر کے بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے منہ سے ایک ہی چیز نکلی "ہاں...... جانتا ہوں....... آج..... آج کا دن وہ ہی تھا جب میں نے اپنی " اس نے سر اوپر کیا۔ اس کے فضول حرکت سے اپنی جنت کھو دی تھی

چھرے پر پسینے پانی کی طرح بہہ رہے تھے، اس کی پٹی جو چھرے سے ہو کر گزرتی تھی بری طرح آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی۔ اس کا گریبان کھال ہوا تھا مگر پھر بھی اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے اس کا گال پکڑ لیا ہو اور تیزی سے دبا رہا ہو۔ "ہللا....... کیوں؟ آخر کار" یہ بول کر تیزی سے رونے لگا۔ مگر بینش جو بھاگتی بھاگتی واپس کمرے میں آئی اور اپنے شوہر کو گلے لگا لیا۔ خضر ایک چھوٹے بچے کی طرح بینش

کے گلے لگ کر رو رہا تھا۔ بینش بھی اپنے آنسوؤں پر قابو نہ پا سکی مگر خضر کو چپ کروانے کے لیے خود کو مضبوط کر لیا۔ "بس چپ کریں....... عید ہے آج....... بس چپ کریں اور اٹھ جائیں نماز کے لیے.... میں نے کپڑے نکال دیے ہیں"۔ خضر جو اس بات پر اپنے آنسوؤں کو روک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ نہایا اور الحول پڑھ کر چہرے پر مسکان لیے مسجد کی طرف چل پڑا۔ نماز میں اپنا سر سجدے سے اٹھایا تو خود کو بہت ہلکا محسوس کیا۔ خود کو کمزور نہیں بلکہ خود کو مضبوط محسوس کرنے لگا۔ اس سجدے سے اس کا دل خوش ہو گیا تھا، اس رب کو سجدہ کرنے کے بعد غم بھول گیا تھا۔ اسے ان سب لوگوں کے نئے نئے جوڑے دیکھ کر اور ان جوڑوں کا رنگ اس کی آنکھوں کو چبھنے کے بجائے خوبصورت دکھائی دینے لگ گیا۔ نماز کے بعد سب سے گلے مال اور سالم کیا۔ وہاں پر رحیم الال کا چھوٹا بھائی بھی نماز پڑھ رہا تھا جو دماغی طور پر بیمار تھا۔ وہ بچہ بہت حساس تھا اور سب سے مشکلوں سے ہی مل رہا تھا۔ اس کا پیارا سا نام تھا "یعقوب"۔ وہ اتنے زیادہ

NOVEL HUT

لوگ دیکھ کر ڈر سا رہا تھا۔ خضر کے سالے بھی اسی مسجد میں تھے، مگر وہ
اس سے ملنے نہ آئے۔ انہوں نے اپنی بہن سے تعلق توڑ دیا تھا اس
ایکسیڈنٹ کے بعد۔ ان کے اس برے اور تلخ رویے نے خضر کے دل کو
دکھا دیا تھا، وہ اداس بس کھڑا وہاں ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس چھوٹے
بچے یعقوب نے خضر کی اداسی محسوس کر لی تھی۔ وہ اپنے
بھائی کا ہاتھ چھوڑ کر تیزی سے خضر کی طرف آیا۔ رحیم الال بھی پریشان تھے
کیونکہ یعقوب کبھی بھی محفل میں ان کا ہاتھ نہیں چھوڑتا۔ اس چھوٹے سے
پیارے بچے نے خضر کو تیزی سے گلے لگا لیا۔ خضر بیچارہ جو حیران تھا کہ نہ
جانے کیا ہو گیا اور کون اس سے اتنی تیزی سے آچمٹا۔ گردن گھما کر دیکھا تو یہ
وہی پیارا بچہ تھا، وہ اسے مسکرا کر بتا رہا تھا، اس کی مسکراہٹ میں جو
معصومیت تھی، اس کی آنکھوں میں جو چمک تھی وہ عام انسانوں کے
چہرے پر نہیں ہوتی۔ خضر کی آنکھیں نم ہو گئیں ایک چھوٹے سے بچے کو
دیکھ کر جس کو نہ صحیح کا علم ہے اور نہ ہی غلط کا۔ اسے نہ جینے کا سلیقہ آتا نہ

ہی خود سے کچھ کرنے کا طریقہ۔ وہ بچہ دماغی طور پر رحیم االال کے اوپر انحصار تھا۔ اس چھوٹے سے بچے نے خضر کا دکھ سمجھ لیا تھا۔ خضر جو اس کے ماتھے پر بوسہ دینے کے بعد اپنی جیب سے 5000 کا نوٹ نکال کر اسے خوشی سے دینے لگا۔ رحیم االال نے بہت منع کیا مگر خضر نے ایک ہی جواب دیا "اس کے لیے بہت وہپیاری پیاری چیزیں لے"۔ اس بچے نے معصومیت سے کہا "با..با گا..گا" صحیح بول نہیں سکتا تھا مگر رحیم االال سب سمجھتے تھے۔ اس کے جملے کو ٹھیک طرح خضر کے سامنےپیش کیا "یہ کہہ رہا ہے..... بابا گاڑی)کار(لے دو"۔ خضر ہنسنے لگا مگر ایک سوال نے اسے پریشان کر دیا وہیں کھڑے کھڑے۔ اس نے سوال کرنے کی کوشش کی مگر رحیم االال نے "یہ مجھے بابا بولتا ہے کیونکہ ہمارے ایک دم سے ٹوک دیا اور کہنے لگے

بابا نہیں ہیں وہ چھوڑ کر چلے گئے اور اس صدمے نے اسے اس طرح کر دیا ہے"۔ خضر کی آنکھ میں ایک بار پھر آنسو آ گئے مگر ان آنسوؤں کو صاف

کر کے رحیم الاال کے گلے لگ گیا۔ اسے احساس ہو گیا کہ ایک دن سب کو جانا ہے اس رب کی بارگاہ میں..... اس نے بھی....... اور اس کے پیاروں نے بھی۔ مسجد سے نکال تو سامنے ہی ایک بزرگ خاتون جگڑے بیچ رہی تھی، ان کے پاس ایک پھٹی ہوئی چادر تھی جو انہوں نے سر پر اوڑھی ہوئی تھی، گندے کپڑے تھے۔ ہاتھوں پر اور چہرے پر کھال بھوری ہو چکی تھی اور اب سیدھا چلنا بھی دشوار ہو گیا تھا۔ وہ بھکارن بھی کسی کی بیوی تھی....... کسی کی بہن تھی....... کسی کی بیٹی تھی...... اور سب سے بڑا کسی کی ماں تھی۔ خضر کے پاس آخری 5 ہزار تھے اس نے اس

مائی کے قریب جا کر اس کو تھما دیے۔ اس خاتون کی آنکھوں کی نمی دیکھ کر خضر کی آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح بہنے لگے۔ خضر کو دکھ اس بات کا تھا کہ اس ایکسیڈنٹ میں اس نے اپنی ماں کو نئی گاڑی دکھانے کے

لیے اوور سپیڈنگ کی، جس وجہ سے ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا، اس کی ماں اسے

چھوڑ کر بہت دور جا چکی تھی...... اسے اسی بات کا دکھ تھا۔ اس عورت نے جب دعا دی "ہللا تجھے ہمیشہ خوش رکھے میرے بیٹے"..... اس کے لبوں سے بنا سوچے آمین نکل گیا۔ عید کا دن تھا، اور آج کے دن پر ہی اس کی ماں اس دنیا سے چلی گئی تھی۔ مگر اب خضر نے رونے سے زیادہ اپنی ماں کے لیے دعاؤں میں دل لگا لیا تھا۔ وہ اپنی ماں کو چلتے پھرتے بخشوانے کے لیے دعا کرتا رہتا تھا۔ یہ ہوتی ہے ماں کی محبت۔ وہ اپنی عید کو غم کے بجائے خوشی سے منانے لگا تھا۔ تیسرے عید کے دن اس نے اپنی بیوی کو شاندار سا ریسٹورنٹ بھی گھمایا۔ اپنی ماں کی قبر پر جا کر پھول اور دانا گرایا تھا..... اس کی ماں کی قبر اس کے بعد ہری بھری ہو گئی تھی، اس کی ماں کی قبر پر چڑیاں اور چیونٹیاں دانا کھانے آتی تھیں۔

****The end****

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her instagram link here .

Novel-hut at your service

JazakAllah

NOVEL HUT

writer's instagram : mahishba kashaf